# صدقۃ الفطر نقد میں نکالنا

## خلافِ صواب اور سنت سے انحراف ہے


بقلم

أ.د. صالح بن عبد العزيز بن عثمان سندي

أستاذ العقيدة بالجامعة الإسلامية بالمدينة

ترجمانی

الطاف الرحمن ابو الکلام سلفی

مراجعہ:

ابو المیزان



صوبائی جمعیت أہل حدیث ممبئی

بسم الله الرحمن الرحيم

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

# صدقۃ الفطر نقد میں نکالنا: خلافِ صواب اور سنت سے انحراف ہے

الحمدُ لله، والصَّلاةُ والسَّلامُ على رسولِ الله، وآلِه وصَحبِه، أمَّا بعدُ:

یقیناً، سنتِ رسول صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ سے جو روشن رہنمائی ہمیں ملتی ہے، وہ یہی ہے کہ صدقۂ فطر کی ادائیگی غلہ اور طعام ہی کی صورت میں ہونی چاہیے، نہ کہ نقدی کی شکل میں۔

اس موقف کی دلیل درج ذیل نکات سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے:

❶ اولاً: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث جو صحیحین میں موجود ہے کہ:

"فَرَضَ رسولُ اللهِ ﷺ زكاةَ الفِطرِ صاعًا مِن تمْرٍ، أو صاعًا مِن شَعِيرٍ".

رسول اللہ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ نے صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو نکالنا بطور فرض مقرر فرمایا۔ [صحیح البخاری: ۱۵۰۳، صحیح مسلم: ۹۸۴]

ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ آپ نے اس کا حکم صادر فرمایا۔

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما مزید فرماتے ہیں:

"فعَدَلَ الناسُ عِدْلَه مُدَّيْنِ مِن حِنْطةٍ".

پھر لوگوں نے (بعد میں) اس کے برابر دو مُد گندم کو ٹھہرالیا۔

❷ اسی طرح صحیحین ہی میں سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اس کی موید ہے کہ:

"كُنَّا نُخرِجُ في عهدِ رسولِ الله ﷺ يَومَ الفِطرِ صاعًا مِن طَعامٍ".

ہم رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک میں عید الفطر کے دن ایک صاع طعام (غلہ) نکالا کرتے تھے۔ [صحیح البخاری: ۱۵۱۰، صحیح مسلم: ۹۸۵]

◈ اس باب میں احادیث کی ایک کثیر تعداد موجود ہے۔ بلکہ امام بیہقی رحمہ اللہ کے ہاں آپ ﷺ کا یہ فرمانِ عالیشان بھی منقول ہے کہ:

"أدّوا صاعًا مِن طَعامٍ في الفِطرِ".

صدقۃ الفطر میں ایک صاع طعام ادا کرو۔ [السنن الکبریٰ للبیہقی: ۷۹۵۶]

◈ نیز امام نسائی رحمہ اللہ یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے منبر پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے یہ اعلان کیا:

"صدَقةُ الفِطرِ صاعٌ مِن طَعامٍ".

صدقۂ فطر ایک صاع طعام ہے۔ [سنن النسائی: ۲۵۱۰]

☜ یہ تمام نصوص اس حقیقت پر صریح اور قطعی دلیل ہیں کہ مسلمان کے لیے مشروع اور مسنون طریقہ یہی ہے کہ وہ صدقۂ فطر طعام کی صورت میں ادا کرے۔

اس موقف کی مزید تائید و تقویت سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جسے امام ابو داود اور امام ابن ماجہ رحمہما اللہ نے روایت فرمایا ہے کہ:

”فرَض رسولُ الله ﷺ زكاةَ الفِطرِ طُهرةً لِلصَّائمِ مِنَ اللَّغوِ والرَّفَثِ، وطُعمةً لِلْمَساكينِ“.

رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ نے صدقۂ فطر کو روزہ دار کے لیے لغو اور بے حیائی کی باتوں سے پاکیزگی کا ذریعہ اور مساکین کے کھانے کا انتظام کرنے کے لیے بطور فرض مقرر فرمایا ہے۔ [سنن ابی داؤد: ۱۶۰۹، سنن ابن ماجہ: ۱۸۲۷، وحسنہ الالبانی]

☜ پس آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ کا فرمانِ مبارک ”طُعْمَةً“. (کھانے کا انتظام) اس امر کی بیّن اور واضح دلیل ہے کہ اس عبادت میں شارعِ حکیم کا اصل مقصود اطعام (یعنی خوراک فراہم کرنا) ہے۔

جب نصوص اس قدر واضح، صریح اور غیر مبہم ہیں، تو پھر یہ کیسے درست ہو سکتا ہے کہ صدقۂ فطر میں نقدی قیمت ادا کرنے کے جواز کا فتویٰ صادر کیا جائے؟ یہ امر نہ صرف نصوص کے منافی ہے بلکہ روحِ شریعت سے بھی ہم آہنگ نہیں۔

◈ نقدی کے جواز کے قائلین کے موقف اور ان کے پیش کردہ دلائل کا تجزیہ درج ذیل نکات کی روشنی میں کیا جا سکتا ہے:

❶ اولاً: یہ قول نصوصِ صریحہ سے براہِ راست متصادم ہے؛ لہٰذا اصولِ شرع کی رو سے یہ قول ناقابلِ قبول اور مردود ہے۔

○ امام ابنِ قدامہ المقدسی رحمہ اللہ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "الکافی" میں رقمطراز ہیں:
”ولا تُجْزِئُ القيمةُ؛ لأنَّه عُدولٌ عن المَنصوصِ“.

اور (صدقۂ فطر میں) قیمت ادا کرنا کفایت نہیں کرے گا؛ کیونکہ یہ منصوص (یعنی نص سے ثابت شدہ) حکم سے صریح انحراف ہے۔ [الكافي في فقه الإمام أحمد: ۱/ ۴۱۶]

❷ ثانیاً: یہ قول صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اس عملی اجماع کے بھی صریح خلاف ہے جو تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ان کے متفقہ عمل کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"كُنَّا نُخرِجُ في عهدِ رسولِ الله ﷺ يَوَمَ الفِطرِ صاعًا من طَعامٍ".

ہم رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مسعود میں عید الفطر کے دن ایک صاع طعام نکالا کرتے تھے۔ [صحیح البخاری: ۱۵۱۰، صحیح مسلم: ۹۸۵]

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بھرے مجمع میں منبر پر خطبہ دیتے ہوئے اعلان فرما رہے ہیں - جیسا کہ پہلے گزرا - کہ صدقۂ فطر ایک صاع طعام ہے، اور حاضرین میں سے کسی ایک فرد نے بھی ان کی مخالفت نہیں کی۔

حقیقت یہ ہے کہ کسی ایک صحابی سے بھی اس کے خلاف عمل کرنا قطعاً ثابت نہیں ہے۔

❸ ثالثاً: صدقۂ فطر میں نقدی قیمت ادا کرنے کے عدمِ جواز پر ایک قوی دلیل یہ بھی

ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اس میں مختلف اجناس کا تعین فرمایا، حالانکہ ان اجناس کی بازاری قیمتیں ایک دوسرے سے یکسر مختلف تھیں۔ اگر قیمت ہی مقصود و معتبر ہوتی تو واجب یہ ہوتا کہ ایک جنس کا ایک صاع یا دیگر اجناس میں سے اس کی قیمت کے مساوی مقدار ادا کی جائے۔

○ امام ماوردی رحمہ اللہ "الحاوی" میں قیمت نکالنے کے قول میں ضعف اور کمزوری کو واضح کرتے ہوئے نہایت نفیس پیرائے میں فرماتے ہیں:

"ولأنَّ الرَّسولَ صلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ نَصَّ على قَدْرٍ متفقٍ مِن أجناسٍ مختلفةٍ، فسَوَّى بينْ قَدرِها، مع اختلافِ أجناسِها وقِيَمِها، فدَلَّ على أنَّ الاعتبارَ بقَدرِ المنصوصِ عليه دُونَ قيمتِه، ولأنَّه لو جازَ اعتبارُ القيمةِ فيه لَوَجَبَ إذا كان قيمةُ صاعٍ مِن زَبيبٍ ضُروعٍ -وهو الزَّبيبُ الكِبارُ- أضعافَ حِنطةٍ، فأخرَجَ مِن الزَّبيبِ نِصفَ صاعٍ قيمتُه مِن الحِنطةِ صاعٌ أن يُجزِئَه، فلمَّا أجمَعوا على أنَّه لا يُجزئُه وإنْ كان بقيمة المَنصوصِ عليه دلَّ على أنَّه لا يجوزُ إخراجُ القيمةِ دُونَ المنصوصِ عليه".

اور اس لیے بھی کہ رسول اللہ ﷺ نے مختلف النوع اجناس کی ایک ہی متعین مقدار (صاع) مقرر فرمائی؛ آپ نے ان کی مقدار کو یکساں رکھا باوجودیکہ ان کی قسمیں اور قیمتیں جدا جدا تھیں؛ یہ (تعیین) اس امر پر دلیل ہے کہ اعتبار مقدارِ منصوص کا ہے نہ کہ اس کی قیمت کا۔ نیز اس لیے بھی کہ اگر اس میں قیمت کا اعتبار جائز ہوتا تو

لازم آتا کہ جب عمدہ کشمش کے ایک صاع کی قیمت گندم کے کئی صاع کے برابر ہو، تو اگر کوئی شخص آدھا صاع کشمش نکالے جس کی قیمت گندم کے ایک صاع کے برابر ہو تو وہ کافی ہوجاتا؛ پس جب علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ (آدھا صاع کشمش) کافی نہیں ہوگی اگرچہ وہ منصوص علیہ (ایک صاع گندم) کی قیمت کے برابر ہی کیوں نہ ہو، تو یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ منصوص علیہ (طعام) کو چھوڑ کر قیمت نکالنا جائز نہیں۔ [الحاوي الكبير: ٣/ ٣٨٣]

❹ رابعاً: جہاں تک حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے اس اثر سے استدلال کا تعلق ہے - جسے امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ قُرَّہ تابعی کہتے ہیں:

"جاءَنا كِتَابُ عُمَرَ بنِ عبدِ العزيزِ في صدَقةِ الفِطرِ: نِصفُ صاعٍ عن كلِّ إنسانٍ، أو قِيمتُه نِصفُ دِرهَمٍ". [مصنف ابن أبي شيبة: ١٠٦٦١]

ہمارے پاس حضرت عمر بن عبد العزیز کا سرکاری فرمان صدقۂ فطر کے بارے میں آیا کہ: ہر انسان کی طرف سے نصف صاع (گندم) یا اس کی قیمت نصف درہم۔

تو اس کا کیا ہی دندان شکن اور مسکت جواب امامِ اہلِ سنت، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے دیا ہے۔

○ جیسا کہ ابو طالب روایت کرتے ہیں: مجھ سے امام احمد نے فرمایا:

"لا يُعطى قِيمتُه". اس (صدقۂ فطر) کی قیمت نہ دی جائے، ان سے عرض کیا گیا: "قومٌ يَقولون: عُمرُ بنُ عبدِ العزيزِ كان يأخُذُ بالقِيمةِ". کچھ لوگ یہ دلیل دیتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز قیمت وصول کیا کرتے تھے، تو امام احمد جلال میں آکر گویا ہوئے: "يَدَعونَ قولَ رسولِ الله ﷺ ويَقولون: قال فُلانٌ!".

سبحان اللہ ! لوگ رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان چھوڑ کر یہ کہتے ہیں کہ فلاں نے یوں کہا ہے !

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "فَرَضَ رسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ". -آپ کا اشارہ سابقہ حدیث کی طرف تھا-۔

□ اور اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے: ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ [النور: ۵۴]

اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ [المغنی لابن قدامہ: ۴/ ۲۹۵]

بعض معاصر اہلِ علم جنھوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے، انھوں نے اس معاملے کو اس قدر بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے کہ گویا حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کا یہ اثر اس بات کی دلیل ہے کہ تابعین کے عہدِ زریں میں ریاست کا سرکاری موقف اور معمول یہی تھا !

**جواباً عرض ہے:** تو پھر عہدِ صحابہ میں سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا

عثمان غنی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم اجمعین کی خلافتِ راشدہ کے دوران ریاست کا ''سرکاری موقف اور معمول'' تو صدقہ کو طعام کی صورت میں نکالنا تھا، اور بلاشبہ صحابہ کرام کا منہج زیادہ قوی، زیادہ درست اور ان کی پیروی اولیٰ و احق ہے؛ پھر اس سنتِ نبوی کا کیا مقام ہوگا جس کے مقابلے میں کسی دوسری رائے کو رتی بھر بھی اہمیت دینے کی گنجائش نہیں؟!

❺ **خامساً:** رہا بعض حضرات کا نقدی نکالنے کو اس دلیل کی بنیاد پر مستحسن قرار دینا کہ یہ فقیر کے لیے زیادہ نفع بخش اور اس کی ضروریات کے لیے زیادہ موافق ہے۔

تو اولاً: یہ استحسان نصِ صریح کے مقابلے میں ہے؛ لہٰذا اصولاً مردود ہے۔

ثانیاً: یہ علت (یعنی فقیر کی آسانی) تو عہدِ نبوی اور عہدِ صحابہ میں بھی بدرجہ اتم موجود تھی، تو کیا یہ حضرات یہ گمان کرتے ہیں کہ اس بابرکت زمانے کے لوگ کسی ویران صحرا میں بستے تھے اور انھیں خوراک کے سوا کسی اور شے کی حاجت ہی نہ تھی؟! ہرگز نہیں؛ بلکہ ان کی بھی وہی حاجات و ضروریات تھیں، جیسی آج کے دور کے لوگوں کی ہیں؛ انھیں لباس کی ضرورت تھی، انھیں سواری اور اس کے چارے کی حاجت تھی، انھیں قرضوں کی ادائیگی کی فکر لاحق تھی، انھیں گھر بنانے کی ضرورت تھی اور انھیں شادی بیاہ کے لیے مہر کی رقم درکار تھی... الغرض، فقراء کی

ضروریات اس زمانے میں بھی اتنی ہی متنوع تھیں، جتنی آج ہیں۔ تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نقدی دینے کو مشروع کیوں نہیں کیا گیا باوجودیکہ اس کا تقاضا موجود تھا اور کوئی شرعی مانع بھی نہ تھا؟!

یہ اس حقیقت کی ایک اور واضح دلیل ہے کہ اطعام (خوراک فراہم کرنا) ہی شریعت کا اصل مقصود ہے - جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے -، اور اس کے خلاف کوئی بھی عمل شریعت کی روح کے منافی ہے، لہٰذا وہ ناقابلِ قبول ہے۔ اور حدیثِ مبارکہ میں ارشادِ نبوی ہے:

"مَن عَمِلَ عَمَلًا ليس عليه أمْرُنا فهو رَدٌّ".

جس نے کوئی ایسا عمل ایجاد کیا جس پر ہمارا (شریعت کا) حکم نہیں، تو وہ عمل مردود ہے۔ [صحیح مسلم:۱۷۱۸]

مزید برآں، اس استحسان (یعنی نقدی کو فقیر کے لیے زیادہ نفع بخش سمجھنے) کے مقابلے میں ایک دوسرا اور زیادہ قوی استحسان بھی موجود ہے؛ نصوصِ سابقہ پر مضبوطی سے عمل پیرا شخص بجا طور پر یہ کہہ سکتا ہے کہ صدقۂ فطر طعام کی صورت میں نکالنا ہی فقیر کے لیے حقیقتاً زیادہ نفع بخش ہے؛ کیونکہ اس میں اس کی سب سے بنیادی اور اہم ترین ضرورتوں میں سے ایک ضرورت (یعنی خوراک) کا یقینی طور پر سدِ باب ہوتا ہے۔

میں ذاتی طور پر ایسے بہت سے خاندانوں کو جانتا ہوں جو اس صدقے سے ملنے والے غلے سے پورا سال یا کم از کم سال کا بیشتر حصہ اپنی غذائی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ اس کے برعکس، اگر فقیر کو نقدی رقم دے دی جائے تو غالب گمان یہی ہے کہ وہ اسے اس اہم اور بنیادی ضرورت کے بجائے دیگر کم اہم امور میں صرف کردے گا، بلکہ بعض اوقات تو بالکل ہی غیر ضروری اور لا یعنی چیزوں میں ضائع کر بیٹھتا ہے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ نقدی نہ ملنے کی صورت میں اس کی دیگر ضروریات کا کیا بنے گا؟

**تو جواباً عرض ہے:** کیا شریعت میں مالی عبادات اور تبرعات صرف زکاۃ الفطر ہی تک محدود ہیں؟ ہرگز نہیں! تو پھر کیوں نہ ایسا کیا جائے کہ ہم زکاۃ الفطر کے ذریعے فقیر کی خوراک کی بنیادی ضرورت پوری کریں اور زکاۃ المال (یعنی مال پر فرض زکاۃ) یا نفلی صدقات و خیرات کے ذریعے اس کی دیگر ضروریات زندگی کو پورا کرنے کا اہتمام کریں، والحمد للہ۔

❻ **سادسًا:** اگر صدقۂ فطر میں نقدی قیمت نکالنے کے قول کا اصل محرک - جیسا کہ بعض معاصر اہلِ علم کے کلام سے مترشح ہوتا ہے - بعض فقراء یا تاجروں کے وہ

غیر ذمہ دارانہ اور غلط تصرفات ہیں جو وہ وصول شدہ غلے کے ساتھ کرتے ہیں؛ تو اس مسئلے کا حل ہرگز یہ نہیں ہے کہ ہم نصوصِ شرعیہ سے تجاوز کرجائیں اور ان کے صریح احکامات کے خلاف استحسان کا دروازہ کھول دیں؛ بلکہ اس کا صحیح اور شرعی حل یہ ہے کہ عوام الناس کی درست رہنمائی کی جائے اور انھیں اس بات پر ابھارا جائے کہ وہ اس زکاۃ کو ادا کرنے میں پوری تحقیق و جستجو سے کام لیں، تاکہ یہ زکاۃ اپنے حقیقی اور شرعی مستحقین تک پہنچ سکے۔

کاش مجھے معلوم ہوتا کہ اگر لوگ نقدی دینے کی روش اختیار کرلیں اور پھر ہمیں مستقبل میں زکاۃ کی تقسیم یا وصولی کے حوالے سے کوئی نئی منفی صورتحال اور خرابی درپیش آجائے، تو کیا اس وقت ہم کسی اور نئے ''حل'' کی طرف منتقل ہوجائیں گے؟!

## ◈ آخری بات:

☜ یاد رکھیے! جس ذاتِ اقدس نے یہ عظیم الشان عبادت (صدقۂ فطر) مشروع فرمائی ہے، وہ ذات حکیم و خبیر ہے اور وہ اپنے بندوں کے احوال اور ان کے لیے کیا چیز بہتر اور زیادہ نفع بخش ہے، اسے کما حقہ جاننے والی ہے۔

بلاشبہ، زکاۃ الفطر اسلام کا ایک نمایاں اور ظاہری شعار ہے جس سے مسلمانوں کی اجتماعی شناخت قائم ہوتی ہے؛ اسی طریقے پر سنتِ نبوی قائم رہی اور اسی نہج پر

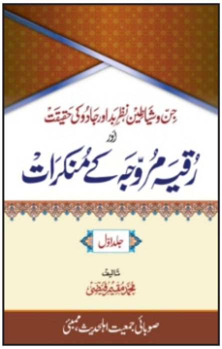
سیدنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین گامزن رہے۔ امتِ مسلمہ کے لیے سراسر خیر اور بھلائی اسی میں ہے کہ وہ اس عبادت کو اسی طرح ادا کریں جیسا کہ ان سے پہلے ادا کیا جاتا رہا؛ یہی سب سے سیدھا اور ہدایت والا راستہ ہے، اسی میں ذمہ داری کی مکمل ادائیگی ہے اور یہی اتباعِ سنت کا قریب ترین اور محفوظ ترین طریقہ ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو اپنی ہدایت کی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وصلَّى اللهُ وسلَّمَ وبارَكَ على عَبدِه ورَسولِه نبيِّنا مُحمدٍ، وعلى آلِه وصَحْبِه أجمَعينَ.

https://salehs.net/mk8.htm

# ہماری اہم مطبوعات



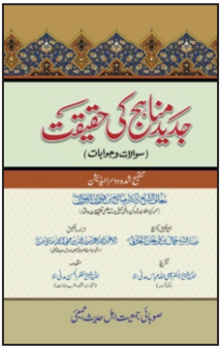


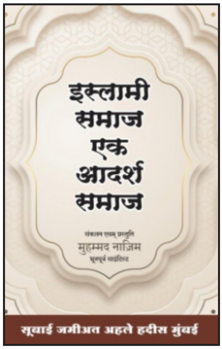


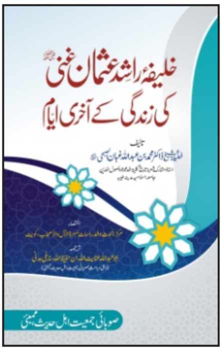






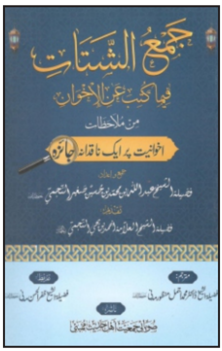









**SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI**
14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 400 070
● Phone : 022-26520077 ahlehadeesmumbai@gmail.com
@JamiatSubai subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai
www.ahlehadeesmumbai.com